بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۹۴ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۴۲

عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا — اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ

روزنامہ الفضل ربوہ

The Daily ALFAZL RABWAH

ایڈیٹر روشن دین تنویر

یوم چہار شنبہ

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۴/۱۹ | ۱۴ وفا ۱۳۴۴ھش / ۱۴ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ / ۱۴ جولائی ۱۹۶۵ء | نمبر ۱۵۷

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

ربوہ ۱۳ جولائی بوقت ۹ بجے صبح

مورخہ ۱۰ جولائی کو حضور کو نقرس کی تکلیف میں کمی رہی۔ مگر بے چینی کی تکلیف رہی۔ پرسوں حضور کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی۔ لیکن کل حضور کو کچھ بے چینی کی تکلیف رہی۔ اس وقت طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے — احباب حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

اخبار احمدیہ

— ربوہ ۱۳ جولائی۔ کل یہاں مورخہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ کو یوم سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقریب محبت وعشق کے جذبہ سے سرشار ہو کر پورے احترام کے ساتھ منائی گئی۔ صبح ساڑھے سات بجے مسجد مبارک میں محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل کی زیر صدارت ایک جلسہ عام منعقد ہوا جس میں علمائے سلسلہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ اور سیرت مقدسہ پر بہت ایمان افروز تقاریر کیں۔ (جلسہ کی مختصر روداد کسی آئندہ اشاعت میں ہدیہ قارئین کی جائے گی)

شام کو اس تقریب کے موقعہ پر مسجد مبارک دفاتر صدر انجمن احمدیہ و تحریک جدید و دفتر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ، جامعہ نصرت اور دیگر اہم عمارتوں پر بجلی کے رنگ برنگ قمقموں سے چراغاں کیا گیا۔

— ربوہ ۱۳ جولائی۔ محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی طبیعت ایک کیل دار پھوڑا نکل آنے کی وجہ سے گزشتہ کئی روز سے ناساز ہے اب بفضلہ تعالیٰ پہلے کی نسبت افاقہ ہے۔ احباب توجہ اور التزام سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کو اپنے فضل سے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

— ربوہ ۱۳ جولائی۔ محترمہ سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ بیگم محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کو درد گردہ کی تکلیف سے اب بفضلہ تعالیٰ بہت افاقہ ہے۔ تاہم کچھ اثر ابھی باقی ہے۔ احباب جماعت بالالتزام دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ محترمہ موصوفہ کو شفائے کاملہ وعاجلہ سے نوازے۔ آمین

— ربوہ ۱۳ جولائی۔ مکرم مولوی محمد اسحٰق صاحب صوفی اعلائے کلمۂ اسلام کی غرض سے مشرقی افریقہ جانے کے لئے مورخہ ۱۲ جولائی کو بذریعہ خیبر میل کے ذریعہ کراچی روانہ ہوئے — اہل ربوہ نے کثیر تعداد میں ریلوے اسٹیشن پر پہنچکر انہیں دلی دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر بھی آپ کو الوداع کہنے کی غرض سے تشریف لائے ہوئے تھے۔

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

سچے دل سے اپنے گناہوں کی معافی چاہو اور وفاداری اور اخلاص کا تعلق دکھاؤ

اس راہ بیعت کو جو تم نے قبول کی ہے سب پر مقدم کرو۔ اس کی بابت تم سے پوچھا جائے گا

"میں تو ہمیشہ دعا کرتا ہوں مگر تم لوگوں کو بھی چاہیئے کہ ہمیشہ دعائیں لگے رہو۔ نمازیں پڑھو اور توبہ کرتے رہو۔ جب یہ حالت ہوگی تو اللہ تعالےٰ حفاظت کرے گا اور اگر سارے گھر میں ایک شخص بھی ایسا ہوگا تو اللہ تعالےٰ اس کے باعث سے دوسروں کی بھی حفاظت کرے گا۔ کوئی بلا اور دکھ اللہ تعالےٰ کے ارادہ کے سوا نہیں آتا اور وہ اس وقت آتا ہے جب اللہ تعالےٰ کی نافرمانی اور مخالفت کی جاوے۔ ایسے وقت پر عام ایمان کام نہیں آتا بلکہ خاص ایمان کام آتا ہے۔ جو لوگ عام ایمان رکھتے ہیں وہ ان بلاؤں سے حصہ لیتے ہیں اور اللہ تعالےٰ ان کی پرواہ نہیں کرتا مگر جو خاص ایمان رکھتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کی طرف رجوع کرتا ہے اور آپ ان کی حفاظت فرماتا ہے۔ من کان للہ کان اللہ لہ۔ بہت سے لوگ ہیں جو زبان سے لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کرتے ہیں اور اپنے اسلام اور ایمان کا دعوے کرتے ہیں مگر وہ اللہ تعالےٰ کے لئے دکھ نہیں اٹھاتے۔ کوئی دکھ یا تکلیف یا مقدمہ آجاوے تو فوراً خدا کو چھوڑنے کو تیار ہو جاتے اور اس کی نافرمانی کر بیٹھتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کی کوئی پرواہ نہیں کرتا مگر جو خاص ایمان رکھتا ہو اور ہر حال میں خدا کے ساتھ ہو اور دکھ اٹھانے کو تیار ہو جاوے۔ تو خدا تعالےٰ اس سے دکھ اٹھا لیتا ہے۔ اور دو مصیبتیں اس پر جمع نہیں کرتا۔ دکھ کا اصل علاج دکھ ہی ہے اور مومن پر دو بلائیں جمع نہیں کی جاتیں۔

ایک وہ دکھ ہے جو انسان خدا کے لئے اپنے نفس پر قبول کرتا ہے اور ایک وہ بلائے ناگہانی۔ اس بلا سے خدا بچا لیتا ہے پس یہ دن ایسے ہیں کہ بہت توبہ کرو۔ اگرچہ ہر شخص کو وحی والہام نہ ہو مگر دل گواہی دے دیتا ہے کہ خدا تعالےٰ اسے ہلاک نہ کرے گا۔ دنیا میں دوستوں کے تعلقات ہوتے ہیں۔ ایک دوست دوسرے دوست کا مرتبہ شناخت کر لیتا ہے کیونکہ جیسا وہ اس کے ساتھ ہے ایسا ہی وہ بھی اس کے ساتھ ہوگا۔ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔ محبت کے عوض محبت اور دغا کے عوض دغا۔ خدا تعالےٰ کے ساتھ معاملہ میں اگر کوئی حصہ کھوٹ کا ہوگا تو اسی قدر ادھر سے بھی ہوگا مگر جو اپنا دل خدا سے صاف رکھے اور دیکھے کہ کوئی فرق خدا سے نہیں ہے تو خدا تعالےٰ بھی اس سے کوئی فرق نہ رکھے گا۔ انسان کا اپنا دل اس کے لئے آئینہ ہے وہ اس میں سب کچھ دیکھ سکتا ہے۔ پس سچا طریق دکھ سے بچنے کا یہی ہے کہ سچے دل سے اپنے گناہوں کی معافی چاہو اور وفاداری اور اخلاص کا تعلق دکھاؤ اور اس راہ بیعت کو جو تم نے قبول کی ہے سب پر مقدم کرو۔ کیونکہ اس کی بابت تم پوچھے جاؤ گے۔ جب اس قدر اخلاص تم کو میسر آجاوے تو ممکن نہیں اللہ تعالےٰ تم کو ضائع کرے۔ ایسا شخص سارے گھر کو بچا لے گا۔

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد پنجم صفحہ ۶۷-۶۹)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۴ جولائی ۶۵ء

مؤمنانہ کردار

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"فراست گویا ایک کرامت ہے۔ یہ لفظ فراست بفتح فا بھی ہے اور بکسر فا بھی۔ جب زیر کے ساتھ ہو تو اس کے معنی ہیں گھوڑے پر چڑھنا۔ مومن فراست کے ساتھ اپنے نفس کا چابک سوار ہوتا ہے۔ خدا کی طرف سے اس کو نور ملتا ہے جس سے وہ راہ پاتا ہے اسی لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ۔ یعنے مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے غرض ہماری جماعت کی فراست حقہ کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ انہوں نے خدا کے نور کو شناخت کیا۔ اسی طرح میں امید رکھتا ہوں کہ ہماری جماعت عملی حالت میں بھی ترقی کریگی کیونکہ وہ منافق نہیں ہے۔ اور وہ ہمارے مخالفوں کے اس طرزِ عمل سے بالکل پاک ہے کہ جب حکام سے ملتے ہیں تو ان کی تعریفیں کرتے ہیں۔ اور جب گھر میں آتے ہیں تو کافر بتلاتے ہیں۔ اے میری جماعت سنو اور یاد رکھو کہ خدا اس طرزِ عمل کو پسند نہیں فرماتا تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اور محض خدا کے لئے رکھتے ہو نیکی کرنے والوں کے ساتھ نیکی کرو اور بدی کرنے والوں کو معاف کرو۔ کوئی شخص صدیق نہیں ہو سکتا جبتک وہ یک رنگ نہ ہو۔ جو منافقانہ چال چلتا ہے اور دو رنگی اختیار کرتا ہے آخر وہ پکڑا جاتا ہے۔ مثل مشہور ہے۔

دروغگو را حافظہ نباشد۔"

(روئداد جلسہ دعا صفحہ ۲۸-۲۹)

حضور اقدس علیہ السلام نے ان الفاظ میں مومن کی یہ صفات بیان فرمائی ہیں کہ صاحب فراست ہوتا ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے اس لئے اس کو ہر چیز کی حقیقت نظر آتی ہے وہ کسی بات کے تسلیم کرنے میں راہ راست اختیار کرتا ہے اسی لئے اس کو کوئی خطرہ نہیں ہوتا آپ نے جو حدیث بیان نقل فرمائی ہے اس کے معنی بھی یہی ہیں کیونکہ مومن راستی پسند ہوتا ہے اس لئے وہ جو فیصلہ کرتا ہے اور جو طریقِ عمل اختیار کرتا ہے وہ صحیح ہوتا ہے اور بد اطوار لوگوں کے لئے سخت خطرناک ہوتا ہے۔ چونکہ ایک مومن سیدھا صراط مستقیم پر چلتا ہے اور خدا کے نور سے دیکھتا ہے اس لئے اس کو کوئی فریب یا دھوکا نہیں دے سکتا اور اس لئے دشمن اس کے مقابلہ میں محض فریب کاری سے کامیاب نہیں ہو سکتا۔

اصل بات یہ ہے کہ سچائی ایک ہی ہوتی ہے ہر معاملہ میں صراطِ مستقیم واحد ہوتا ہے مگر غلط اور جھوٹے راستے ایک سے زیادہ ہو سکتے ہیں۔ ہر ایک غلط راستہ آخر میں ناکام ہوتا ہے۔ اگر شروع ہی میں راستہ میں کچھ ٹیڑھا پن آجائے اور انسان فریب کھا جائے تو گو پہلے تو وہ ٹیڑھا پن محسوس نہیں ہوتا مگر رفتہ رفتہ ٹیڑھا راستہ اختیار کرنے والا صراطِ مستقیم سے دور سے دور ہوتا چلا جاتا ہے اور آخر کار خطرناک کھائی میں جا گرتا ہے مگر مومن شروع ہی سے سیدھا راستہ اختیار کرتا ہے اس لئے وہ ہر فریب کارانہ طریق سے بچ جاتا ہے اور جو لوگ اس کو بہکانا چاہتے ہیں وہ سخت ناکام ہوتے ہیں۔

اسی ضمن میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے منافقت کی بھی مذمت کی ہے اور اس سے بچنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ کیونکہ ایک مومن منافق ہو ہی نہیں سکتا۔ لیکن جو لوگ اللہ تعالےٰ کا سیدھا راستہ اختیار نہیں کرتے ان کا دنیوی بلکہ دینی کاموں میں بھی منافقت برتنی پڑتی ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ سے نہیں بلکہ ذرا ذرا سی بات سے ڈرتے ہیں مثلاً وہ حکام سے بھی اس لئے ڈرتے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر انہوں نے سچی سچی بات کہہ دی اور حکام کی مرضی کے مطابق نہ کہی تو وہ ناراض ہو جائیں گے اور کوئی نقصان پہنچا دیں گے لیکن ایک مومن اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کرتا کہ حکام کیا تاثر لیں گے۔ دوسری طرف بعض لوگ عوام سے ڈرتے ہیں اور حکام کی مخالفت محض اس لئے کرتے ہیں کہ وہ راستے عامہ کو ناراض نہیں کرنا چاہتے خواہ راستے عامہ سخت غلطی پر ہی کیوں نہ ہو۔ آجکل چونکہ جمہوریت کا زمانہ ہے اس لئے وہ لوگ جو عوام میں ہر دلعزیز بن کر اقتدار پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں وہ بجائے اس کے کہ عوام کو مومنانہ طریق اختیار کرنے کی تلقین اور راہنمائی کریں خود ہی پھسل جاتے ہیں ؏

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی — چوں گلِ بسیار شد پیلاں بلغزند

عوام ایسے لوگوں کے لئے سیدھی راہ سے بھٹکنے کا سبب بن جاتے ہیں۔ چنانچہ گذشتہ انتخابات میں دیکھا گیا ہے کہ وہ لوگ جو پہلے ایک بات کو غیر اسلامی کہتے تھے محض عوام کی رائے حاصل کرنے کے لئے اس کو اسلامی نقطۂ نظر سے بھی جائز قرار دینے لگے۔ اور کج بحثی کے باب در باب کھل گئے۔

ایک مومن کا طریق کار یہ نہیں ہوتا۔ وہ منافقت کو قطعاً پسند نہیں کر سکتا۔ وہ ضرورت پر کسی حرام چیز کو حلال قرار نہیں دیتا۔ اور نہ وہ عوام کے ڈر سے حکام کی اچھی باتوں میں بھی کیڑے نکالنا شروع کر دیتا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے تو ہر پہلو کی نہایت اچھی طرح وضاحت کر دی ہے اور نیکی اور بدی میں جو فرق ایک موٹی عقل کا انسان محسوس نہیں کر سکتا اس کو بھی بیان کر دیا ہے۔ مثلاً یہ ایک عام بات ہے کہ دشمن کی ہر بات خواہ وہ کتنی ہی صداقت پر مبنی کیوں نہ ہو جھوٹی اور غلط نظر آتی ہے۔ بلکہ بعض اوقات کیا اکثر اوقات ایک معمولی اخلاق کا انسان دشمن کو نقصان پہنچانے کے لئے سچائی کو بھی چھوڑ دیتا ہے اور عدل و انصاف کی بھی کوئی پرواہ نہیں کرتا اور اگر کوئی ایسی منصفانہ بات ہوتی ہے جس سے دشمن کو فائدہ پہنچتا ہو تو یا تو اس کو چھپاتا ہے اور یا پھر اس کی کوئی ایسی تاویل کرتا ہے کہ جس سے دشمن کی خوبی بدنما لگنے لگے۔ اللہ تعالےٰ ایسی صورت کے متعلق واضح تعلیم یہ دیتا ہے کہ

ولا یجرمنکم شنآن قوم
علیٰ الّا تعدلوا
اعدلوا۔

یعنی کسی قوم کی دشمنی تم کو اس بات پر نہ اکسائے کہ تم اس کے ساتھ انصاف نہ کرو بلکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ضرور انصاف کرو اور دشمنی کا کوئی خیال نہ کرو۔ دشمن کی خوبیوں کو تسلیم کرنا یہ بھی مومنانہ خوبی ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ کسی قوم سے دشمنی کی وجہ سے اس کی ہر خوبی کو ایک چالبازی قرار دیتے ہیں خواہ وہ خوبی اظہر من الشمس ہی کیوں نہ ہو۔ مثلاً ہمارے ملک میں ایسی حکومت قائم ہے جس کو بعض لوگ پسند نہیں کرتے اور ایسا انسان صدر مملکت ہے جس کو وہ صدر دیکھنا نہیں چاہتے۔ اب یہ حقیقت ہے کہ گزشتہ انتخاب صدارت کے دوران ایک مولوی صاحب نے یہاں تک فتوےٰ دے دیا کہ فلاں آدمی میں کوئی خوبی نہیں سوا اس کے کہ وہ مرد ہے اور فلاں عورت میں کوئی برائی نہیں سوا اس کے کہ یہ عورت ہے۔ اس قسم کا فقرہ صرف وہی شخص کہہ سکتا ہے جس کے دل سے خدا تعالےٰ کا خوف نکل گیا ہو اور جو ہر طرح سے اپنے حریف کو شکست دینے پر تُلا ہو۔ یہ طریق ہرگز مومنانہ نہیں ہے۔

صلیبی جنگوں میں سلطان صلاح الدین ایوبی نے اپنے مومنانہ طریق کار کا کئی بار ثبوت دیا تھا۔ چنانچہ ایک جھڑپ کے دوران شاہِ انگلستان رچرڈ جس کو اس کی بہادری کی وجہ سے شیر دل کہا جاتا تھا گھوڑے سے محروم ہو گیا۔ گھوڑے کو ایسے زخم آئے کہ وہ گر پڑا اور رچرڈ شیر دل پیدل ہی لڑتا چلا گیا۔ جب سلطان نے یہ دیکھا تو وہ اپنا گھوڑا دوڑا کر وہاں پہنچا جہاں مسلمانوں نے اس عیسائی بادشاہ کو گھیرے میں لے رکھا تھا۔ اس نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ لڑنا بند کر دیں پھر اس نے واپس آکر اصطبل کے افسر سے کہا کہ بہترین گھوڑا نکالو۔ یہ گھوڑا لے کر وہ میدانِ جنگ میں پہنچا اور رچرڈ کو دیا کہ اس پر سوار ہو کر لڑو۔ چنانچہ انگریزی تاریخ میں اس واقعہ کو بڑی شان سے بیان کیا جاتا ہے۔

واقعی سلطان نے نہایت مومنانہ کردار کا مظاہرہ کیا تھا جس سے اسکی شہرت کو چار چاند لگ گئے ہیں۔ یہ ایک نمونہ ہے جس کی پابندی ہر مومن کو کرنی چاہیئے۔ مگر افسوس ہے کہ آج مسلمان اس شاندار کردار کو بھول بیٹھے ہیں اور اس اسلامی شجاعت کو فراموش کر بیٹھے ہیں جس نے اسلام کو دنیا میں درخشاں کر دیا تھا +

> تیری دانست میں اسلحہ کی کمی بیشی ہے
> کامرانی کی مگر اصل وفا کیشی ہے
> ایک گدڑی ہے فقط جس کا اثاثہ ہے
> فاتحِ مملکتِ دل وہی درویش ہے

چند سوال اور ان کے جواب

از مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب ناظم دارالافتاء

سوال

بسم اللہ پڑھ کر شکار پر فائر کیا کچھ جانوروں کو ذبح کیا اور کچھ گولی لگنے کی وجہ سے مر گئے۔ کیا اس طرح مرے ہوئے شکار کا کھانا درست ہے؟

جواب

اگر شکاری تکبیر پڑھ کر تیر یا بندوق چلاتا ہے یا شکاری کتے کو چھوڑتا ہے۔ اور جانور یا پرندوں تک پہنچنے تک اس کی زندگی کا رشتہ ٹوٹ چکا ہوتا ہے تو حسب ارشادات نبوی یہ جانور حلال ہیں اور ان کا کھانا جائز ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عدی بن حاتم رضؓ کے سوال پر فرمایا۔

اذا ارسلت کلبك فاذکر
اسم اللہ علیہ فان ادرکتہ
لم یقتل فاذبح واذکر
اسم اللہ علیہ وان ادرکتہ
قد قتل ولم یأکل فکل
فقد امسکہ علیك فان
وجدتہ قد اکل منہ
فلا تطعم منہ شیئا
فانما امسك علی نفسہ
(نسائی کتاب الصید والذبائح)

یعنی جب تو اپنے کتے کو شکار پر چھوڑے تو بسم اللہ پڑھ کر چھوڑ۔ اگر تو اسے زندہ پکڑ لے تو بسم اللہ پڑھ کر اسے ذبح کر۔ اور اگر تیرے پہنچنے سے پہلے ہی وہ مر جائے۔ اور کتے نے اس میں سے کچھ کھایا ہوا نہ ہو۔ تو وہ تیرے لئے حلال ہے۔ کتے نے یہ تیرے لئے شکار کیا ہے تیرے لئے یہ حلال وطیب ہے۔

حضرت عدی رضؓ کی ایک اور روایت بھی ہے۔ کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اگر میں شکار پر تیر چلاؤں اور اسے مرا ہوا پاؤں تو اس کا کیا حکم ہے۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا اگر تیرے تیر سے مرا ہے تو اس کا کھانا جائز ہے۔ اور اگر پانی میں پڑا ہے۔ تو پھر نہیں کھانا چاہیئے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ وہ پانی میں ڈوبنے کی وجہ سے مرا ہو چنانچہ روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

قال (عدیؓ) سألت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم عن الصید
فقال اذا رمیت بسہمك
فاذکر اسم اللہ علیہ فان
وجدتہ قد قتل فکل الا
ان تجدہ قد وقع فی ماء
فلا تأکل فانك لا تدری
الماء قتلہ او سہمك۔
(ترمذی ابواب الصید)

عن عدیؓ بن حاتم قال
قلت یا رسول اللہ ارمی بالصید
فاجد فیہ من الغد سہمی
قال اذا علمت ان سہمك
قتلہ ولم تر فیہ اثر سبع
فکل (ترمذی ابواب الصید)

سوال

اگر شکاری بسم اللہ پڑھے بغیر فائر کرتا ہے۔ تو اس صورت میں جو پرندے گولی لگنے سے مر جاتے ہیں۔ ان کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب

اگر شکاری مسلمان ہے اور تکبیر پڑھنا بھول گیا ہے تو اس کے فائر یا تیر کے نتیجہ میں جو شکار زندہ نہ رہا۔ اس کا کھانا بھی جائز ہے۔ اس کا حکم بھی وہی ہے۔ جیسا کہ قصاب ذبح کرتے وقت تکبیر پڑھنا بھول جائے۔ اس کے متعلق مسئلہ یہ ہے کہ جب یاد آ جائے تکبیر پڑھ لے۔ مندرجہ ذیل حدیث اس کی تائید کرتی ہے۔

عن عائشۃ ان قوماً قالوا
للنبی صلی اللہ علیہ وسلم
ان قوماً یاتوننا باللحم
لا ندری اذکر اسم اللہ علیہ
ام لا فقال سمّوا علیہ
انتم وکلوہ قالت وکانوا
حدیثی عہد بالکفر۔
(بخاری کتاب الذبائح)

یعنی کچھ لوگوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ باہر کے لوگ گوشت لاتے ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ انہوں نے ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھی تھی یا نہیں۔ آپ نے فرمایا تم بسم اللہ پڑھ لو اور پھر کھا لو۔

سوال

ایک شکاری شکار کے لئے جاتا ہے اور ہنستے کھیلتے چگتے پرندوں کو جو اپنے بچوں کے لئے دانہ چگ رہے ہیں شکار کر لیتا ہے۔ اسی طرح دودھ پلاتے ہوئے جانوروں کا شکار کر لیتا ہے۔ کیا یہ بے رحمی نہیں۔

جواب

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ کائنات اور اس کی ہر شے پر اللہ تعالیٰ نے اسے اختیار دیا ہے۔ اس کے لئے اس کا پکڑنا اور انہیں اپنے استعمال میں لانا جائز ہے۔ قرآن کریم نے شکار کی اجازت دی ہے۔ اور شکار کے گوشت کو لحم طری تازہ تازہ حلال وطیب گوشت کہہ کر اس کی ترغیب دی ہے۔ علاوہ ازیں حدیث سے ثابت ہے کہ صحابہ شکار کیا کرتے تھے۔

حضرت عدی بن حاتم، ثعلبہ خشنی، ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر تو کئی حدیثوں میں آیا ہے۔ صحابہؓ بعض اوقات حضور علیہ السلام کی خدمت میں بھی شکار بطور ہدیہ پیش کرتے تھے۔

پس ایسے جانور یا پرندے جو جنگل میں رہتے ہیں۔ انہیں جال یا بندوق سے شکار کرنے کی تو شریعت میں اجازت موجود ہے ہاں گھر میں رہنے والے پرندے یا جانور پر نشانہ بازی سے روکا گیا ہے۔ کیونکہ یہ وحشت کا فعل ہے۔

سوال میں جو صورت جذبات کی بیان کی گئی ہے کہ پرندے چگتے ہنستے کھیلتے ہوتے ہیں اور شکاری چھپ کر داؤ لگا کر ان پر فائر کر دیتا ہے۔ یہ جذباتی تصور گھر کے پالتو مرغ یا بکرے وغیرہ کے متعلق بھی سامنے آتا ہے۔ جب پالتو بکرے کی طرف ذبح کے ارادے سے آپ بڑھیں۔ اور وہ آپ کو دیکھ کر پیار سے آواز بھی نکالے کہ شاید آپ اسے دانہ یا چارہ ڈالنے آئے ہیں۔ لیکن آپ چھری لے کر اس کی شاہ رگ کاٹ دیتے ہیں۔ تو وہ جانور آپ کے متعلق کیا کچھ نہ سوچتا ہوگا۔

پس حقیقت یہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے جس کی اجازت دی ہے۔ اس کے استعمال میں اس قسم کے وہم کی گنجائش کوتاہ نظری پر مبنی ہے اور رحم کے بے جا اور بے موقعہ استعمال کی صورت ہے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے۔ جیسے ہندو گلے یا کسی اور جانور کو مارنے پر تو بے رحمی اور جیو ہتیا کا سوال اٹھا دیں گے۔ لیکن ان کے ذبح کرنے پر ان کا ضمیر ان کو ذرہ برابر بھی ملامت نہیں کرے گا۔ اسلام ایسے توہمات پر مبنی جذبات کا روادار نہیں۔ ہاں ذبح کرنے میں بے رحمی کا طریق اختیار نہ کیا جائے۔ مثلاً کند چھری سے جانور کو ذبح نہ کرے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

ان اللہ تبارك وتعالیٰ کتب
الاحسان علی کل شیء اذا
قتلتم فاحسنوا القتلۃ
واذا ذبحتم فاحسنوا الذبح
ولیحد احدکم شفرتہ
ولیرح ذبیحتہ
(مشکوٰۃ کتاب الصید والذبائح)

یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر صورت میں احسان اور نرمی کا طریق اختیار کرنے کی ہدایت کی ہے۔ یہاں تک ذبح میں بھی اس جذبہ کو ضائع نہیں ہونے دیا۔ اس لئے ذبح میں حسن اور رحم کے طریق کو اختیار کرو۔ مثلاً چھری قاصی تیز ہو تا کہ جلدی ذبح کر سکو۔

سوال

کتے کا چاٹا ہوا یا کھایا ہوا حرام ہے مگر کتے سے شکار کیا ہوا جانور کیوں جائز ہے۔ حالانکہ کتے کے منہ میں جانور زخمی بھی ہو جاتا ہے بلکہ مر بھی جاتا ہے۔

جواب

بعض احکام میں تسامح اور عفو کے پہلو کو اختیار کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ جب شکار کو مارتا ہے۔ تو جہاں اس نے زخمی کیا ہے۔ اس جگہ کو دھونے کا حکم نہیں کیونکہ عموماً انسان تکلف سے دوچار ہوتا ہے۔ اور شریعت نے انسان کو حرج سے بچایا ہے۔ اصل چیز تو اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت ہے۔ جہاں اس نے دھونے کا حکم دیا ہے۔ وہاں ہم نے دھونا ہے۔ جہاں معافی دے دی ہے۔ وہاں رعایت سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ تاہم اگر کوئی چاہے تو اس زخمی جگہ کو دھو کر استعمال کر سکتا ہے۔ بعض فقہا مثلاً امام مالک رحمہ کے نزدیک تو کتے کا چاٹا ہوا ناپاک ہی نہیں ہوتا ان کی اس رائے کی بنیاد شکار کے اسی مسئلہ پر ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ برتن وغیرہ دھونے کا جو حکم ہے وہ صرف صفائی اور جراثیم سے بچنے کے پیش نظر ہے یہ حکم نجاست اور کتے کے منہ کی پلیدی کی بنا پر نہیں۔ بہرحال برتن وغیرہ دھونے کے حکم کی کوئی بھی وجہ ہو یہ مسلمہ بات ہے کہ کتے کا کیا ہوا شکار حلال اور جائز ہے۔ یہاں تک کہ اس جگہ کو دھونا بھی ضروری نہیں۔ جہاں سے کتے نے شکار کو پکڑا ہے اور اسے زخمی کیا ہے۔

سوال

گردش زمین کے متعلق قرآن کریم کیا نظریہ پیش کرتا ہے؟

جواب

ہمارے موجودہ علمی دور سے چند

صدیاں پیشتر یہ خیال عام تھا کہ زمین جس پر ہم رہ رہے ہیں بالکل ساکن ہے۔ نہ صرف عوام بلکہ اس دور کے فلاسفر اور حکماء بھی اسی خیال کے حامی تھے۔ رفتہ رفتہ انسانی علم نے ترقی کی منازل طے کرنا شروع کیں اور نئی نئی باتیں اور نئے نئے انکشافات ہونے لگے اور بالآخر یہ دور آیا جس میں ماہرینِ جغرافیہ نے اس بات کو پایۂ ثبوت تک پہنچایا کہ زمین متحرک ہے ساکن نہیں اور یہ سورج کے گرد گھومتی ہے نہ صرف یہی بلکہ انہوں نے زمین کی رفتار اس کی محوری اور دوری حرکت اور اس کے محیط کا بھی اندازہ لگایا اور مختلف قسم کی متعدد معلومات اس کے متعلق بہم پہنچائیں لیکن ان مسائل کا مقام بحث علم جغرافیہ یا علمِ ہیئت ہے قرآنِ کریم نہیں۔ کیونکہ ان علوم کی نہ یہ کتاب ہے اور نہ ہی یہ اس کا موضوع بحث ہے۔ وہ تو خداوند تعالےٰ کی طرف سے نازل شدہ زندگی کا دستور العمل ہے جس میں خداوند تعالےٰ تک رسائی کے راستے ہمارے لئے کھول کھول کر بیان کئے گئے ہیں تاہم اس موضوع سے تعلق رکھنے والی خالقِ دوجہاں کی قدرتوں اور اس کے تخلیقی عجائبات کے بارہ میں قرآن کریم نے جو ضروری تفاصیل بیان کی ہیں ان سے بھی ثبوت ملتا ہے کہ زمین متحرک ہے۔ سب سے پہلے تو یہی امر قابل غور ہے کہ قرآن مجید میں زمین کے لئے "الارض" کا لفظ آیا ہے اور لغت عرب میں "الارض" کے معنی ہی "الحرکۃ الدوریۃ" کے ہیں۔ چنانچہ عربی زبان کی تمام لغات اس پر متفق ہیں اور جب خود لفظ "الارض" کے معنے "حرکت دوری" کے ہوئے تو یہ ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالےٰ نے زمین کو ایک ایسا کرّہ بنایا ہے جو کسی اور کرّہ کے گرد چکّر کاٹ رہا ہے۔ اس لحاظ سے قرآن مجید میں جہاں کہیں لفظ "الارض" آیا ہے وہاں خداوند تعالےٰ نے اس بات کی طرف بھی اشارہ فرمایا ہے کہ زمین گردش کرتی ہے۔

علاوہ ازیں گردشِ زمین کے متعلق قرآن مجید نے اس آیتِ کریمہ

والقٰی فی الارض رواسی

ان تمید بکم (نحل)

میں بھی اشارہ فرمایا ہے۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے زمین میں پہاڑ قائم کئے ہیں اور وہ اس لئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ زمین تمہیں لے کر بھاگ کھڑی ہو۔ مقصد یہ ہے کہ زمین کی حرکت میں اعتدال اور توازن پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے پہاڑوں کا بوجھ اس پر ڈال دیا ہے اگر زمین ساکن ہوتی تو ان تمید بکم کے الفاظ میں جس خطرہ کا اظہار ہے وہ نہ ہوتا۔ زمین کے اپنے دائرہ سے بھاگ نکلنے کا خوف اسی صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ زمین کو متحرک تسلیم کیا جائے۔ ہاں اس پر پہاڑوں کا بوجھ اس لئے ڈالا گیا، تاکہ یہ اپنی محوری حرکت میں متوازن و معتدل رفتار پر چلے نیز اسلئے بھی کہ اگر اس کا وزن کم ہوتا تو ڈر تھا کہ کوئی اور وزنی سیارہ اسے اپنی طرف نہ کھینچ لے۔

اسی طرح اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

وتری الجبال تحسبھا جامدۃً

وھی تمر مرّ السحاب (نمل) کہ تم پہاڑوں کو بظاہر ساکن دیکھتے ہو لیکن دراصل یہ بادلوں کی سی تیزی سے چل رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ پہاڑ زمین پر ہیں جس کی حرکت کے ساتھ یہ بھی متحرک ہیں۔ اگر زمین ساکن تسلیم کریں تو آیت بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے آپ بس میں بیٹھے سفر کر رہے ہوں۔ بس کے ساتھ ساتھ آپ بھی محوِ حرکت ہیں۔ اگر صورت یہ ہو کہ زمین ساکن رہے اور پہاڑ چلنا شروع کر دیں تو پھر آفت ہی آ جائے۔ ایسی حالت میں سارا نظامِ عالم درہم برہم ہونے سے کیونکر بچے گا؟ پس اس آیتِ کریمہ میں اس طرف اشارہ ہے کہ زمین کی حرکت کے ساتھ پہاڑ بھی متحرک ہیں۔

قرآن کریم نے گردشِ زمین کے مسئلے کو ایک اور مقام پر مزید تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:-

خلق السّمٰوٰت والارض

بالحق یکوّر الیل علی

النھار ویکوّر النھار

علی اللّیل وسخّر الشمس

والقمر کلٌّ یجری لاجل

مسمّی۔ (زمر)

یعنی خداوند کریم نے زمین و آسمان کو پیدا کیا وہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں تبدیل کرتا ہے اور آفتاب و ماہتاب مسخر کئے ہیں۔ یہ تمام کے تمام اجرام ایک معیّن مدت تک محوِ حرکت رہیں گے۔ قرآن کریم کی رو سے زمین کے گردش کرنے کرنے کا اس سے بڑا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے؟

درخواستِ دعا

مکرم قاضی شریف احمد صاحب پوسٹ ماسٹر عارف والہ کی ہمشیرہ صاحبہ کا ملتان میں اپریشن ہو رہا ہے نیز عزیزم سعید احمد صاحب سعید کا بچہ خالد سعید بعارضہ ڈبل نمونیہ ملتان ہسپتال میں زیرِ علاج ہے۔ احباب دونوں کی صحتِ کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

(خاکسار ماسٹر محمد مولاداد محلہ دارالیمن ربوہ)

سپاسِ تعزیت

خاکسار کی اہلیہ مرحومہ مبارکہ بیگم صاحبہ ایک لمبے عرصہ سے بیمار تھیں۔ گزشتہ جلسہ سالانہ کے بعد سے بیماری میں شدت اور پیچیدگی پیدا ہو گئی تھی۔ علاج معالجہ میں خدا تعالےٰ کی توفیق سے ہر ممکن کوشش کی گئی۔ درمیان میں افاقہ بھی ہو جاتا تھا۔ لیکن بالآخر اللہ تعالےٰ کی مشیت غالب آئی اور آسمانی آقا کی مرضی پوری ہوئی اور پینتیس سال کا میرا جاں نثار ساتھی مؤرخہ ۸۔ جون بوقتِ صبح داغِ مفارقت دے کر اپنے مولیٰ حقیقی کے پاس جا پہنچا۔ انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔ اس صدمہ میں احباب جماعت نے بہت ہی ہمدردی کا اظہار فرمایا۔ بالخصوص حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ وحضرت سیّدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ وحضرت سیّدہ ام مظفر صاحبہ ومحترمہ سیّدہ امّ متین صاحبہ ومحترمہ سیّدہ مہر آپا صاحبہ اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دیگر افراد ذکور واناث نے ازراہ شفقت خود تشریف لاکر اور بعض نے بذریعہ خطوط و پیغام خاکسار اور خاکسار کے والدین اور بچّوں سے دلی تعزیت اور گہری ہمدردی کا اظہار فرمایا۔ اسی طرح مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان سے متعدد بزرگوں اور ہمدرد دوستوں نے اس غم میں بذریعہ خطوط تعزیت کی۔ مشرقی افریقہ اور عدن کی احمدیہ جماعتوں۔ احباب۔ مبلغین کرام اور خواتین۔ بچّوں اور بچیوں تک نے جن میں لمبا عرصہ رہ کر خاکسار کی اہلیہ مرحومہ نے خدمت و تواضع کی تھی اطلاع ملتے ہی محبت سے بھرپور ہمدردی کے پُر درد خطوط اور تاریں بھجوائیں اور ابھی تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ برادر عزیز مولوی نور الحق صاحب انور نے مرحومہ کے ذکرِ خیر کے سلسلے میں جو نوٹ الفضل میں لکھا اس میں انہوں نے مرحومہ کی خوبیوں کا مختصر مگر جامع رنگ میں خاکہ پیش کیا ہے۔ جزاکم اللہ۔ مرکزی اداروں کے کارکنان۔ ناظر صاحبان۔ وکلاء صاحبان اور اہالیانِ ربوہ بالخصوص اہلِ محلہ اور دوستوں نے بہت بڑی تعداد میں نماز جنازہ میں شرکت کی اور دعائے مغفرت فرمائی۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی متعدد خواتین مبارکہ جامعہ نصرت کی جملہ طالبات ومعلمات اور ربوہ کی بہت سی خواتین اور احباب غریب خانہ پر تشریف لاکر ہمدردی فرماتے رہے۔

اس اخوت وہمدردی۔ نیک سلوک اور تعزیت کے اظہار پر خاکسار بہت ہی ممنون ہے بذریعہ الفضل ان سب بھائیوں اور بہنوں اور بزرگوں کا دلی شکر گزار ہوں۔ فی الحال ہر ایک کو الگ الگ جواب لکھنا مشکل ہے۔ اسی طرح ان جماعتوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے نماز جنازہ غائب ادا کرکے خاکسار کی اہلیہ کی مغفرت اور درجات کی بلندی کیلئے دعا کی۔ اللہ تعالےٰ ان سب بزرگوں۔ بھائیوں بہنوں اور عزیزوں کو جزاء خیر دے۔ اللہ تعالےٰ کا کرم اور احسان ہے کہ خاکسار کی اہلیہ کا انجام بخیر ہوا ہزاروں مومنوں و مخلصوں کی دعائیں لیکر وہ بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئیں۔ اللہ تعالےٰ مرحومہ کے درجات کو بلند کرتا چلا جائے اور ہم سب پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور حافظ وناصر ہو۔ آمین۔ والسلام

خاکسار غمزدہ شیخ مبارک احمد

(سابق رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ)

دعائے مغفرت

(محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

مکرم حافظ محمد اعظم صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ پشاور سے یہ المناک اطلاع دی ہے کہ مکرم خان محمد خواص صاحب کی اہلیہ محترمہ خدیجہ بیگم صاحبہ ۲۸ جون کو حرکتِ قلب بند ہو جانے سے رحلت فرما گئیں۔ انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔

مرحومہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت مرزا امیر احمد خان صاحب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں سلسلہ احمدیہ سے بہت اخلاص رکھنے والی سادہ مزاج اور غریب پرور تھیں۔ مرحومہ چونکہ موصیہ تھیں اس لئے انہیں احمدیہ قبرستان پشاور میں امانتاً دفن کیا گیا۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ مرحومہ کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ان کی روح کو اعلیٰ علیین میں اپنے قرب میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور ان کا حافظ وناصر ہو۔

والسلام مرزا رفیع احمد

واقعہ ہجرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مکرم محمد عیسیٰ صاحب شاہد ۔۔۔۔ ربوہ

یوں تو ابتدائے اسلام ۳ و ۴ سنہ نبوی میں ہی کفار قریش مکہ کے مظالم کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا اور بعض مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے لیکن جوں جوں اسلام کا دائرہ وسیع ہوتا گیا۔ قریش مکہ کی دشمنی کی آگ بھی زیادہ تیز ہوتی چلی گئی۔ آخر بیعت عقبہ اولیٰ و ثانیہ ۱۲ و ۱۳ سنہ نبوی کے بعد مسلمانوں پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیعت عقبہ ثانیہ کے وقت یثرب کے مسلمانوں نے دعوت دی تھی کہ آپ ہمارے ہاں تشریف لے آویں ہم آپ کی حفاظت اپنی جانوں سے بڑھ کر کریں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود تو خدا کے اذن کے بغیر چونکہ کوئی قدم نہ اٹھاتے تھے البتہ آپ نے مسلمانوں کے مصائب اور تکالیف دیکھ کر ان کو یثرب کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت فرما دی۔ (سیرۃ الحلبیہ جلد ۲ ص ۲۷)

مسلمان تو پہلے ہی کفار کے ہاتھوں تنگ آئے بیٹھے تھے اجازت ملتے ہی جب بھی کسی کو موقع ملتا خفیہ طور پر مکہ سے نکل جاتا۔ رات کو لوگ سوتے اور صبح اٹھتے تو محلہ کی آباد گلیاں ویران پاتے ۔۔ حتیٰ کہ معروف صحابہؓ میں سے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت علیؓ آپ کے پاس رہ گئے۔ (تاریخ ابن کثیر جلد ۲ ص ۱۵۷ ابن ہشام ص ۱۲۳)

انہی ایام میں حضرت ابوبکرؓ نے ہجرت کی اجازت طلب کی تو آپؐ نے فرمایا

"علی رسلک فانی ارجوان یوذن لی" (بخاری باب الہجرۃ)

کہ ذرا ٹھہریئے میرا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اجازت فرما دے۔"

ایک روایت میں ہے فرمایا "لا تعجل لعل اللہ یجعل لک صاحبا"

(ابن ہشام ص ۱۲۶ سیرۃ الحلبیہ ص ۲۶)

"کہ جلدی نہ کرو شاید اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کوئی ساتھی مقرر کر دے۔"

حضرت ابو بکرؓ فرماتے ہیں کہ جب آپؐ نے یہ فرمایا تو میں سمجھ گیا کہ وہ ساتھی یقینی طور پر آپ ہی ہیں اور خدا کی طرف سے اجازت کے منتظر ہیں۔ چنانچہ میں نے اس وقت کے لئے دو اونٹنیاں لے کر ان کو خوب کھلا پلا کر موٹا تازہ کیا۔ (بخاری باب الہجرۃ ابن ہشام ص ۱۲۸)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے خواب میں دار الہجرت بھی دکھا دیا تھا۔ لیکن آپؐ کا حضرت ابوبکرؓ سے یہ فرمانا کہ انتظار کرو۔ اس بات پر قوی دلیل ہے کہ باوجودیکہ قریش کی دشمنی کا نقطہ مرکزی آپؐ کی ذات تھی آپؐ اس وقت تک جب تک کہ خدا کی طرف سے اذن نہ ہوا مکہ چھوڑنے پر تیار نہ ہوئے۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایسی جگہ ہجرت کر رہا ہوں جہاں پر بکثرت کھجوریں ہیں اور پتھریلا علاقہ ہے۔ حضور فرماتے ہیں میرا خیال تھا کہ یہ یمامہ یا ہجر (جو بحرین میں ہے) مقام ہیں لیکن بعد کے واقعات نے بتا دیا کہ یہ تو مدینہ ہے"

(بخاری باب الہجرۃ)

ایک روایت میں ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے کہ تین مقام تیرے لئے ہجرت کے لئے ہیں۔ مدینہ (۱) یا بحرین (۲) یا قنسرین (۳)

(ترمذی بحوالہ سیرۃ الحلبیہ ص ۲۳)

قریش مکہ نے جب یہ حالت دیکھی کہ مکہ مسلمانوں سے خالی ہو رہا ہے اور چند گنتی کے مسلمان باقی رہ گئے ہیں تو ان کو خدشہ ہوا کہ کسی روز محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی ان سے جا ملیں گے۔ اور ایک جگہ جمع ہو کر طاقت حاصل کریں گے اور پھر ہمارے لئے خطرہ کا موجب ہو جائیں گے۔ اس لئے انہوں نے سوچا۔ ایسی سکیم تیار کی جائے جس سے ان کی طاقت کو منتشر کر دیا جائے اور سب سے بہتر صورت یہ ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارہ میں کوئی ٹھوس قدم اٹھایا جائے۔

مشرکین مکہ نے اس اہم بات پر غور کرنے کے لئے ایک خفیہ اجلاس دار الندوہ (جس کو ایوان پارلیمنٹ کی حیثیت حاصل تھی اور تمام ضروری اور اہم امور کو وہاں پر زیر غور لا کر فیصلہ کیا جاتا تھا" میں طلب کیا۔ قریش کے تمام قبائل کے سرداروں نے اجلاس میں شرکت کی اور اپنی رائے کا اظہار کیا

بعض نے کہا کہ مکہ سے نکال دیا جائے بعض نے رائے دی کہ قید کر کے کسی ویران جگہ پر پھینک دیا جائے۔ لیکن کسی رائے پر اتفاق نہ ہوا۔ آخر ابو جہل اٹھا اس نے کہا کہ ہمارے بتوں کے خلاف نفرت پھیلانے کا اصل موجب میرا بھتیجا ہے بہتر یہ ہے کہ اس کو قتل کیا جائے۔ اور اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے بہتر صورت یہ ہے کہ ایک ایک نوجوان قریش کے تمام قبائل سے لیا جائے۔ وہ ہتھیار لگا کر اکٹھے آپؐ پر حملہ کر کے آپؐ کا کام تمام کر دیں۔ اور اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ بنو ہاشم تمام قبائل سے جنگ کرنے کی تو ہمت ہی نہیں کریں گے اور دیت دے کر ان کو راضی کر لیا جائے گا۔ چنانچہ حاضرین مجلس نے بیک زبان اس رائے پر اتفاق کیا۔ (ابن ہشام ص ۱۲۴ تا ص ۱۲۶ سیرۃ الحلبیہ ۲)

ادھر قریش مکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قتل کی خفیہ سازش کر رہے تھے ادھر خدا نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس سازش کی اطلاع بذریعہ وحی دے دی کہ اب قریش کے مظالم کا پیالہ لبریز ہو گیا ہے۔ انہوں نے آخری اور قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ اپنے حیز خواہ حقیقی کو زندہ نہ چھوڑیں گے۔ اس لئے آج کی رات تم اپنے بستر پر نہ گذارو۔ سیرۃ الحلبیہ ص

قرآن مجید میں کفار کی اس سازش کا اس طرح ذکر کیا گیا ہے۔

واذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔

(سورہ انفال آیت ۳۰)

ترجمہ:۔ اور اے رسول اس وقت کو یاد کر جبکہ کفار تیرے متعلق تدبیریں کر رہے تھے تاکہ تجھے ایک جگہ محصور کر دیں یا تجھکو قتل کر دیں یا تجھ کو نکال دیں اور وہ بھی تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ بھی تدبیریں کر رہا تھا اور اللہ تدبیر کرنے والوں میں سے سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے"

چنانچہ جب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کا اذن ہوا تو آپؐ اسکی اطلاع دینے کے لئے حضرت ابوبکرؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت عائشہؓ نے اس واقعہ کو یوں بیان کیا ہے

"ہم ایک روز گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ دوپہر کے قریب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے اور آپؐ کا سر ڈھانپا ہوا تھا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپؐ اس وقت کبھی نہیں آیا کرتے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ کو حضورؐ کی آمد کی اطلاع ہوئی تو کہنے لگے کہ حضورؐ یقینی طور پر اس وقت کسی بڑے اہم کام کے لئے آئے ہوں گے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اجازت لے کر گھر میں داخل ہوئے اور فرمایا۔ مجھے ہجرت کا حکم ہوا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی۔ "الصحبۃ یا رسول اللہ" "یا رسول اللہ مجھے بھی ساتھ چلنے کی اجازت فرمائیے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بہت اچھا" حضرت ابو بکرؓ یہ سن کر فرط مسرت سے آنسو نکل آئے

(بخاری کتاب الہجرت ابن ہشام ص ۱۲۹)

حضرت ابوبکرؓ کے افراد خاندان نے سامان خورد و نوش کا انتظام کیا اور حضرت اسماءؓ نے ستوؤں کے تھیلے کے منہ کو رسی کی کمی کی وجہ سے اپنی کمر کی پیٹی کو دو ٹکڑے کر کے باندھ دیا۔ جس کی وجہ سے آپ ذوالنطاقین کے لقب سے مشہور ہو گئیں۔

(بخاری کتاب الہجرۃ ابن ہشام ص ۱۳۱)

باقی ضروری سامان جو سفر میں کام آ سکتا تھا اس کا انتظام کیا اور رات کو مکہ سے نکلنے کا پروگرام طے پایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے ہجرت کی اجازت فرما دی ہے۔ اس لئے میں آج مکہ سے چلا جاؤنگا اس لئے تم میرے بستر پر سو رہنا اور صبح جو امانتیں لوگوں کی میرے پاس ہیں وہ ان کے حوالے کر کے تم بھی مدینہ چلے آنا۔

(مسند احمد بن حنبل)

ایک طرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہجرۃ کی تیاری میں مصروف تھے تو دوسری طرف قریش مکہ بھی خاموش نہ بیٹھے تھے۔ بلکہ طے شدہ پروگرام کے مطابق قریش کے نوجوانوں نے شام ہوتے ہی سامان حرب و ضرب سے لیس ہو کر آپؐ کے گھر کا محاصرہ کر لیا کیونکہ سوتے ہوئے گھر کے اندر داخل ہو کر کسی کو قتل کرنا عربوں کے نزدیک معیوب خیال کیا جاتا تھا۔ اسلئے ان کا خیال تھا کہ جب محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) تہجد کے لئے باہر نکلیں گے تو اس وقت آپؐ پر حملہ کیا جائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی معلوم تھا کہ آج میرے گھر پر پہرہ ہے اسلئے آپؐ کسی ایسے وقت کے منتظر تھے۔ جبکہ پہرہ دار غافل ہوں تو نکلنے میں آسانی رہے اور کوئی دیکھ نہ سکے۔ یہ تو آپؐ کی انسانی تدبیر تھی۔

لیکن خدا جس نے نوحؑ کو طوفان سے بچایا ابراہیمؑ کے لئے آگ کو گلزار کر دیا۔ یوسفؑ کی اندھے کوئیں میں حفاظت کی۔ عیسیٰؑ کو صلیب کی لعنتی موت سے نجات دی نہیں چاہتا تھا کہ میرے محبوب نبیؐ کا دشمن بال بھی بیکا کر سکے۔ اس لئے اس نے معجزانہ طور پر پہرہ داروں کو غافل کر دیا اور آپؐ دعا کرتے ہوئے دشمنوں کے پاس سے گذر گئے اور حضرت ابو بکرؓ کو ان کے گھر سے ساتھ لے کر روانہ ہو گئے۔

معلوم ہوتا ہے کہ سفر کے انتظامات میں مشغولیت کی وجہ سے آپؐ آدھی رات کے بعد مکہ سے روانہ ہوئے۔ کیونکہ جب مکہ سے تین چار میل کے فاصلہ پر گئے تو صبح کے آثار نمودار ہو گئے اور اندیشہ تھا کہ صبح جب مشرکین کو معلوم ہوگا کہ ہمارا شکار ہاتھوں سے نکل گیا ہے تو وہ ضرور آپؐ کا تعاقب کریں گے۔ اس لئے آپؐ نے ایک ایسی جگہ پناہ لی جو غار ثور کے نام سے مشہور ہے۔ اور مکہ سے تین چار میل دور ایک دشوار گزار پہاڑ پر واقع ہے۔

جب آپؐ غار کے پاس پہنچ گئے تو حضرت ابوبکرؓ نے پہلے غار کے اندر جا کر اس کی اچھی طرح صفائی کی۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس میں داخل ہوئے۔

(سیرۃ الحلبیہ شرح قسطلانی ص ۳۲۲)

جب صبح کفار مکہ کو معلوم ہوا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) گھر پر موجود نہیں ہیں اور آپؐ کے بستر پر حضرت علیؓ رات کو سوئے رہے ہیں تو انہوں نے حضرت علیؓ کو پکڑا اور پوچھا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں آپؓ نے کہا کہ پہرہ تو تم دیتے رہے ہو۔ مجھے کیا معلوم؟ قریش نے یہ بات سنی تو طیش میں آ گئے اور آپؓ کو پکڑ کر خانہ کعبہ میں لائے۔ جب تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے دیکھا کہ ہمارا مقصد حل ہوتا نظر نہیں آتا۔ تو آپ کو چھوڑ دیا۔ (طبری ص ۲۲۵)　(باقی)

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کے زیر اہتمام

ایک مجلس مذاکرہ

مورخہ ۲۷ جون بروز ہفتہ احمدیہ ہال کراچی میں بعد نماز عصر محترم چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ کی زیر صدارت ایک مجلس مذاکرہ علمیہ منعقد کی گئی۔ اس میں محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے "ضرورت مذہب" کے موضوع پر نصف گھنٹہ تک تحریر کردہ مقالہ پڑھا۔ اس مقالہ میں آپ نے ثابت فرمایا کہ مذہب کی ضرورت ایسا امر ہے جو ہر زمانہ میں اور ہر وقت میں پیش آتا رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے بغیر انسان کا دین مکمل ہو سکتا ہے اور نہ اس کی دنیا پروان چڑھ سکتی ہے۔

مقالہ کے آغاز میں آپ نے فرمایا کہ آج دنیا میں بے اطمینانی کی کیفیت نظر آتی ہے دنیا نے اگرچہ مادی لحاظ سے بڑی ترقی کر لی ہے۔ لیکن وہ روحانیت سے عاری ہے اسے مذہب کی طرف توجہ نہیں اور جب تک ذکر الٰہی کو نہ اپنایا جائے تسکین قلب نہیں حاصل ہو سکتی جیسے فرمایا — الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب

اسی مضمون کو اللہ تعالیٰ نے کئی اور آیات میں بھی بیان فرمایا ہے۔

آپ نے فرمایا سوال پیدا ہوتا ہے کہ کس طرح ثابت ہو کہ انسان کا مقصد عبادت کرنا ہے۔ اس سوال کا آپ نے بڑی شرح کے ساتھ جواب دیا اور ثابت کیا کہ انسان کا مقصد بلند اور معزز ہونا چاہیئے کیونکہ وہ اشرف المخلوقات ہے اور یہ بات عبادت کے عظیم الشان مقصد سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔

محترم صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ انسان کا خمیر خدا تعالیٰ کی محبت سے تیار کیا گیا ہے۔ اس میں جس قدر بھی قوتیں ودیعت کی گئی ہیں۔ وہ سب اسی مقصد کی خاطر معلوم ہوتی ہیں۔ اگر انسان سب قوتوں کو بروئے کار لائے تو وہ خدا کا محبوب بن جائے گا۔ آپ نے فرمایا کہ اس غرض کے لئے بجائے اس کے کہ انسان اسباب کی طرف توجہ کرے اسے مسبب یعنی خدا کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اور اسی کا دامن تھام لینا چاہیئے۔

آپ نے عیسائیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ عیسائیت کے غلط عقائد نے انسان اور مذہب میں بُعد پیدا کر دیا ہے۔ پس ضرورت ہے ایک زندہ مذہب کی جو قلوب انسانی میں خدا کی محبت کا بیج بو دے۔ اور خدا کے تعلق کی خاطر سسکتی ہوئی روحوں کی تشنگی کو دور کرے۔ قبولیت دعا کی شہادت کا ذکر کرتے ہوئے محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے فرمایا کہ انسان کو مایوسی کی کوئی وجہ نہیں۔ ہمارا خدا زندہ ہے اور دعاؤں کو سنتا ہے اور اس بارہ میں خدا کے فضل سے ہم گواہ ہیں۔ اس پُر مغز مقالہ کے بعد سوالات کا وقفہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ مجلس بہت کامیاب رہی۔ غیر از جماعت احباب نے بھی کثرت سے شمولیت کی۔ اور متاثر ہوئے۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ۔ کراچی)

قیادت تربیت

دُعا نماز کا مغز ہے

"دعا نماز کا مغز اور روح ہے اور رسمی نماز جب تک اس کا روح نہ ہو کچھ نہیں اور روح کے پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ گریہ و بکا اور خشوع و خضوع ہو اور یہ اسوقت پیدا ہوتا ہے جب انسان اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی حالت کو بخوبی بیان کرکے اور ایک اضطراب اور قلق اس کے دل میں ہو اور یہ بات اس وقت تک حاصل نہیں ہوتی۔ جب تک اپنی زبان میں انسان اپنے مطالب کو پیش نہ کرے غرض دعا کے ساتھ صدق اور وفا کو طلب کرے اور پھر اللہ تعالیٰ کی محبت میں وفاداری کے ساتھ فنا ہو کر کامل نیتی کی صورت اختیار کرے۔" (ملفوظات حضرت اقدس ص۶ جلد پنجم)

(قائد تربیت انصار اللہ مرکزیہ۔ ربوہ)

فہرست اسمائے گرامی چندہ دہندگان

برائے جامعہ نصرت ربوہ

(حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ)

میں ان تمام محترم اور محترمات کی تہ دل سے ممنون ہوں جنہوں نے میری تحریک پر جامعہ نصرت کی بلڈنگ کے لئے مندرجہ ذیل عطایا نقدی کی صورت میں فوری ادا کئے اور ان کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں۔ جنہوں نے اس کار خیر میں حصہ لینے کا وعدہ فرمایا۔ امید ہے کہ وعدہ کنندگان بھی جلد وعدے پورے کرکے ممنون فرمائیں گے۔

بعض احباب نے اس طرح وعدہ فرمایا تھا کہ وہ حسب استطاعت اس مد میں چندہ بھجوا دیں گے۔ میں اس نوٹ کے ذریعہ یاد دہانی کرواتی ہوں کہ براہ کرم اس وعدہ کو پورا کرتے ہوئے رقم ارسال فرما دیں۔

جامعہ نصرت کی تعمیر ابھی تشنہ تکمیل ہے اور ہر سال بفضلہ تعالیٰ طالبات کی بڑھتی ہوئی تعداد کی ضرورت کا تقاضا یہ ہے کہ عمارت ہذا وسیع سے وسیع تر ہو تا کہ آنے والی عام طالبات (بلا امتیاز اپنی اور غیر از جماعت) سب کے لئے درس و تدریس و رہائش کا انتظام خاطر خواہ ہو سکے۔ اسلئے جب تک یہ عمارت اپنی ضروریات کے مطابق مکمل نہیں ہو جاتی ہماری طرف سے ان مخلصین کی خدمت میں تقریباً ہر سال اس قسم کی قربانی کے لئے درخواست پیش ہوتی رہے گی کہ وہ اپنی قوم کی بچیوں کی فلاح و بہبود کے لئے حسب معمول قربانی میں حصہ لیتے رہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء فی الدارین خیراً۔

۱	محترمہ لیڈی ڈاکٹر محمودہ صاحبہ مع بچگان کراچی		۳۵۰/-	وعدہ
۲	" بیگم چوہدری نبی احمد صاحب	"	۲۰۰/-	
۳	" بیگم سگوڈرن لیڈر صلاح الدین صاحب سرگودہا		۱۵۰/-	وعدہ
۴	" بیگم رضیہ خلیل احمد خان صاحب ڈیرہ اسمٰعیل خان		۲۰۰/-	
۵	مکرم مسعود احمد صاحب خورشید سنوری	کراچی	۱۰۰/-	
۶	محترمہ بیگم مسعود احمد صاحب خورشید	"	۱۰۰/-	
۷	" بیگم بابو کرامت اللہ صاحب	"	۱۰۰/-	
۸	" بیگم مجید و چوہدری شاہنواز صاحب	"	۱۰۰/-	
۹	" لیڈی ڈاکٹر امۃ الحفیظ صاحبہ	"	۱۰۰/-	وعدہ
۱۰	" بیگم انور قاضی حبیب الدین صاحب	"	۱۰۰/-	
۱۱	" سارہ نسیم صاحبہ	راولپنڈی	۱۰۰/-	
۱۲	" بیگم سکینہ قاضی حبیب الدین صاحب		۱۰/-	وعدہ
۱۳	" خورشید اسمٰعیل صاحبہ		۱۰۰/-	
۱۴	" بیگم چوہدری اکرم صاحب گوجرانوالہ		۵۰/-	
۱۵	مس بیگ صاحبہ لارنس کالج گھوڑا گلی		۵۰/-	
۱۶	" بیگم ظفر باجوہ صاحب کوٹ باجوہ		۵۰/-	
۱۷	" والدہ صاحبہ بیگم ظفر باجوہ کوٹ باجوہ		۵۰/-	
۱۸	" بیگم ثریا صاحبہ باجوہ اوکاڑہ		۵۰/-	
۱۹	" بیگم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب پارہ چنار		۵۰/-	
۲۰	" بیگم خان خواص خان صاحب	(مرحوم مغفور)	۵/-	
۲۱	" بیگم ایس جی یزدانی	لاہور	۵۰/-	
۲۲	" بیگم میجر شمیم احمد صاحب	سکھر	۲۰/-	
۲۳	مکرم میجر شمیم احمد صاحب	"	۲۵/-	۴
۲۴	محترمہ بیگم چوہدری عنایت اللہ صاحب		۱۰/-	
۲۵	بزرگوارم مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری		۵۰/-	
۲۶	محترمہ سیدہ ام متین صاحبہ		۱۰/-	
۲۷	نصرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری		۲۰/-	

ایک نادر موقعہ

ایک عدد چکی جس کے ساتھ روئی بیلنے والی مشین اور چاول چھڑنے کی مشین بھی شامل ہے۔ اور یہ سب چالو حالت میں ہیں اور احمد نگر نزد ربوہ میں واقع ہے۔ ٹھیکہ پر دینی مطلوب ہے۔ خواہشمند احباب خاکسار سے ملکر تفصیلات طے کر لیں۔

مرزا عبد الغفور احمد نگر ضلع جھنگ

صدر صاحبان و سیکرٹریان مال جماعت ہائے احمدیہ کی خدمت میں

(مکرم ناظر صاحب بیت المال)

آج سے قریباً دس سال پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا تھا:۔

"میرے نزدیک صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے سالانہ چندے کم از کم پچیس پچیس لاکھ تک پہنچ جانے چاہئیں۔"

اُس وقت صدر انجمن احمدیہ کے لازمی چندوں (زکوٰۃ۔ حصہ آمد۔ چندہ عام و چندہ جلسہ سالانہ) کی کل آمد نو لاکھ روپے کے اندر تھی۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۳۰؍اپریل ۱۹۶۵ء کو ختم ہونے والے سال میں ان چندوں کی آمد بیس لاکھ ساٹھ ہزار روپے سے بڑھ گئی ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

اگرچہ ہم ابھی تک حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے قائم کردہ معیار تک نہیں پہنچ سکے۔ لیکن اس وقت تک اللہ تعالیٰ نے ہماری ناچیز کوششوں کو جو شرف قبولیت بخشا ہے۔ اس کے لئے ہم جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہوگا۔ پس اس کامیابی پر تمام جماعتوں کو قطع نظر اس کے کہ کسی جماعت نے پورا چندہ ادا کیا ہے یا نہیں، مبارکباد عرض کرتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ آئندہ کے لئے اپنی کوششوں میں مزید تواتر اور تیزی پیدا کریں۔

حقیقت تو یہ ہے کہ جب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۵ لاکھ روپے سالانہ کا ارشاد فرمایا تھا جماعت میں فی الواقعہ اتنی استطاعت موجود تھی۔ اور اب تو یہ استطاعت اس سے بھی بڑھ چکی ہے۔ چنانچہ ۶؍جون ۱۹۵۸ء کے خطبہ جمعہ میں حضور نے فرمایا تھا کہ

"ہم امید کرتے ہیں کہ دو چار سال میں ہمارا بجٹ پچاس ساٹھ لاکھ روپیہ تک پہنچ جائے گا"

ہم کیوں ۲۵ لاکھ تک بھی نہیں پہنچ سکے؟ جہاں تک خاکسار نے غور کیا ہے اس کی بڑی وجوہات تین ہیں:۔

اوّل۔ بعض جماعتیں اپنے نادہندوں کو بجٹ میں شامل نہیں کرتیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے نزدیک "یہ چیز قوم کے لئے خودکشی کے مترادف ہے" اور "جماعت کے لئے سخت مضر ہے اس سے نہ صرف جماعت کسی تعریف کی مستحق نہیں رہ سکتی بلکہ اس کے افراد میں ترقی کی بجائے تنزل کے آثار پیدا ہو جائیں گے۔ اور جب کمزوروں کے نام جماعت کی لسٹ سے کاٹ دیئے جائیں گے تو ان کی اصلاح کا خیال جاتا رہے گا اور آہستہ آہستہ ان کا ایمان بالکل ضائع ہو جائے گا" (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۴۱ء صفحہ ۱۲۱)

دوسری بڑی وجہ یہ ہے کہ بعض جماعتیں اپنے احباب کی صحیح آمدنیاں بجٹ میں درج نہیں کرتیں۔ بلکہ جتنا چندہ دینا کوئی شخص پسند کرے اسی کے مطابق اس کی آمد گھٹا کر بجٹوں میں درج کر دیتی ہیں۔ اور اس طرح احباب سے پورا چندہ وصول کرنے کی کوشش ہی ممکن نہیں رہتی یہ طریق بھی ارشاد باری تعالیٰ (سورہ نور کا آخری رکوع) اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کے صریح خلاف ہے حضور فرماتے ہیں کہ

"جو شخص مقررہ شرح سے کم چندہ دے اس کے متعلق میرا فیصلہ یہ ہے کہ وہ لکھائے کہ میری یہ مجبوریاں ہیں اس لئے میں کم دیتا ہوں۔ اور اس کے لئے اجازت لے۔ پس یہ حکم نہیں کہ مقررہ شرح سے کم کوئی نہیں دے سکتا۔ بلکہ یہ ہے کہ بلا اجازت کوئی نہیں دے سکتا۔"

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۰ء صفحہ ۱۰۶)

اس فیصلہ کی خلاف ورزی سے نہ تو چندہ دینے والوں کو با شرح بننے کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے اور نہ عہدہ داروں کو ان کی اصلاح کا دھیان رہتا ہے اور اس طرح چندوں میں کسی بڑی ایزادی کا امکان باقی نہیں رہتا۔

تیسری بڑی وجہ ہمارے چندوں میں کمی کی یہ ہے کہ بہت سے عہدہ دار اصل آمد کے مطابق چندہ کا مطالبہ نہیں کرتے بلکہ بجٹ میں درج شدہ آمد کے مطابق چندہ وصول کرتے ہیں۔ حالانکہ بجٹ لکھاتے وقت ہر شخص محتاط ہوتا ہے اور کم سے کم متوقع آمد لکھاتا ہے

اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اگر اتفاقیہ کسی شخص کی اصل آمد بجٹ میں درج شدہ آمد سے کم رہ جائے تو وہ کم آمد پر چندہ ادا کرتا ہے اور بجٹ میں کمی کرا لیتا ہے لیکن دوسرے بے شمار احباب جن کی اصل آمد بجٹ میں درج شدہ آمد سے بہت بڑھ جاتی ہے وہ بجٹ میں درج شدہ کم آمد پر چندہ ادا کر کے مطمئن ہو جاتے ہیں کہ انہوں نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ اگر ہر شخص سے اس کی اصل آمد کے مطابق چندہ وصول کیا جائے تو ہماری آمد میں غیر معمولی ایزادی ہو سکتی ہے لیکن کئی عہدہ دار اپنی غفلت یا ناسمجھی کی وجہ سے اس طرف توجہ نہیں کرتے۔

خاکسار کا اندازہ یہ ہے کہ اگر تمام جماعتیں بجٹ اور وصولی کے متعلق ان نقائص کا ازالہ کر لیں۔ تو ایک ہی سال میں ہمارے ان چندوں کی آمد مبلغ پچیس لاکھ روپے سالانہ سے بہت بڑھ جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اب جب کہ نیا سال شروع ہو چکا ہے خاکسار درخواست کرتا ہے کہ ہر عہدہ دار یہ تہیہ کرے کہ اس سال وہ ان نقائص کو دور کرنے کی پوری پوری کوشش کرے گا محض وصولی بڑھانے کی خواہش کافی نہیں۔ نیک ارادے بے شک بڑی قابل قدر چیز ہیں لیکن جب تک انہیں صحیح طریق پر عمل کا سہارا نہ دیا جائے خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورۃ فاطر کے دوسرے رکوع میں فرمایا ہے کہ

من کان یرید العزۃ فللّٰہ العزۃ جمیعًا الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ۔ والذین یمکرون السیّاٰت لھم عذاب شدید۔ ومکر اولٰئک ھو یبور۔

جس شخص کو عزت کی خواہش ہو اسے یاد رہے کہ سب عزت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ بے شک پاکیزہ باتیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچنے کے لئے پرواز کرتی ہیں۔ لیکن جو چیز ان نیک ارادوں کو سہارا دیتی ہے اور عرش الٰہی تک پہنچاتی ہے وہ عمل صالح ہے۔ ورنہ جو لوگ صحیح طریق عمل کو چھوڑ کر اپنی مکروہ تدبیروں کے ذریعہ عزت حاصل کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے اور ان کی یہ تدبیریں کبھی کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان باتوں کو سمجھنے اور ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے تا اس سال ہمارے چندے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مقرر کردہ کم از کم معیار یعنی پچیس لاکھ روپے سالانہ سے بڑھ جائیں۔

(عبدالحی رامہ ناظر بیت المال صدر انجمن احمدیہ ربوہ ضلع جھنگ)

بھکر میں ایک الوداعی دعوت

مورخہ ۱۲؍جون کو جماعت احمدیہ بھکر کی طرف سے ایک خصوصی الوداعی دعوت کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں شہر کے معززین کو بھی مدعو کیا گیا۔ مکرم ماسٹر نور محمد صاحب خالد پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ بھکر نے تقریب کے آغاز میں بتایا کہ یہ خصوصی تقریب محترمی میجر شمیم احمد صاحب نیشنل ایڈوائزر کے کراچی تبدیل ہونے پر اور مکرمی جناب رانا محمد خان صاحب کے لاہور تبدیل ہونے پر منعقد کی جا رہی ہے ہمارے یہ دونوں احمدی بھائی یہاں سے تبدیل ہو کر ترقی پر جا رہے ہیں ہماری جماعت بھکر کے دو مخلصین کارکن ہم سے جدا ہو رہے ہیں۔

آپ کے اس مختصر سے خطاب کے بعد مکرمی و محترمی میجر صاحب نے تمام جماعت احمدیہ بھکر کے افراد اور غیر از جماعت افراد کا شکریہ ادا کیا اور جماعت احمدیہ کے قیام کا مقصد واضح کیا۔

آپ کے خطاب کے بعد مکرمی صدر صاحب نے دعا کرائی اور اس طرح یہ خصوصی الوداعی دعوت اختتام پذیر ہوئی۔ (نامہ نگار)

درخواست دعا

ڈاکٹر ولی محمد صاحب ایم بی بی ایس ایف آر سی ایس اعلیٰ تعلیم کے لئے لندن جا رہے ہیں احباب جماعت درویشان ان کے بخیر و عافیت پہنچنے اور کامیابی اور کامرانی کے ساتھ واپس آنے کے لئے دعا کریں۔ ماسٹر بشیر احمد ولد نذیر احمد کلاتھ مرچنٹ صدر بازار علی پور (برانچ پوسٹ ماسٹر گھلواں علی پور)

ہمدرد نسواں (اٹھرا کی گولیاں) دواخانہ خدمت خلق (رجسٹرڈ) ربوہ سے طلب کریں مکمل کورس انیس روپے 19

اصل اور حقیقی ایمان وہی ہوتا ہے جو ابتلاؤں میں سے گزرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے

اس اصل اور حقیقی ایمان کے نتیجہ میں ہی ابدی زندگی انسان کو ملتی ہے!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز قرآن مجید کی آیت اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ۔ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"جب مومن کہتے ہیں متیٰ نصر اللہ کہ اے خدا! تیری مدد اور نصرت کب آئے گی۔ تو خدا تعالےٰ کہتا ہے سنو۔ میری مدد آ پہنچی۔ چنانچہ دیکھ لو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب فتح مکہ کے لئے تشریف لے گئے۔ تو مکہ والوں کو خیال تک بھی نہیں تھا کہ آپ ان پر حملہ آور ہوں گے۔ ابوسفیان خود آپ سے مدینہ میں مل کر آرہا تھا۔ جب لوگوں نے آپ کا لشکر دیکھا تو بعض نے کہا یہ لشکر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہوگا۔ اس پر ابوسفیان نے کہا تم پاگل تو نہیں ہو گئے۔ میں ابھی مدینہ سے آرہا ہوں۔ وہاں کوئی لشکر تیار نہیں تھا۔ مگر ابھی چار پانچ منٹ بھی گزرے تھے کہ مسلمان اس کے پاس پہنچ گئے اور انھوں نے ابوسفیان کو گرفتار کر لیا۔ اور دوسرے دن مکہ فتح ہوگیا۔ غرض خدا تعالےٰ کی نصرت اچانک آتی ہے اور مومنوں کو کامیاب کر دیتی ہے۔ عیسائیوں نے تین سو سال تک بڑے بڑے مصائب برداشت کئے۔ لیکن ایک دن انہوں نے سنا کہ روم کا بادشاہ عیسائی ہوگیا ہے اور آئندہ سے ملک کا مذہب عیسائیت ہوگا۔ اور اس اعلان کے ساتھ ہی تمام مصائب ختم ہوگئے۔

غرض متیٰ نصر اللہ میں یہ بتایا ہے کہ مومن دعائیں کرنا شروع کر دیتے ہیں کہ الٰہی ابتلاء بڑھ گئے ہیں اب تیری مدد آجائے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے الا ان نصر اللہ قریب سنو! خدا کی مدد قریب ہی ہے۔ یعنی جب ابتلاء تمہاری ترقیات کے لئے آئیں تو پھر تمہیں تباہ ہونے کا ڈر نہیں ہونا چاہیئے۔

اگر تمہارے نفسوں میں خرابی ہے اور تم جانتے ہو کہ خدا تعالےٰ تمہیں سزا دینا چاہتا ہے تو پھر یقیناً تمہارے لئے مدد نہیں آئے گی۔ لیکن اگر تمہارے نفسوں میں کوئی خرابی نہیں، تمہارا ایمان مضبوط ہے۔ تم تقویٰ کی راہ پر قدم مار رہے ہو۔ وساوس پر تمہیں قابو حاصل ہے تو ابتلاء تمہارے لئے خوف خطر کا باعث نہیں ہوسکتے۔ درحقیقت ایک سچے مومن پر جب ابتلاء آتا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ اس ابتلاء کے ساتھ ہی خدا تعالےٰ کی مدد بھی آرہی ہے۔ مولانا رومؒ نے اسی مضمون کو اس طرح بیان کیا ہے کہ ؎

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است
زیر آں گنج کرم بنہادہ است

یعنی جب کسی قوم پر کوئی آزمائش کا وقت آتا ہے تو خدا تعالےٰ کی طرف سے اس کے نیچے انعامات کا ایک بہت بڑا خزانہ مخفی ہوتا ہے۔

پس ابتلاء کسی خطرہ کا موجب نہیں ہوتے بلکہ ابتلاء کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ خدا تعالےٰ اور ترقی عطا کرے گا۔ ڈر اور خوف صرف اپنے نفس کی وجہ سے ہوتا ہے۔ پس ہمیشہ اپنے نفس پر نظر کرتے رہنا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ آیا اس میں کوئی ایسی بات تو پیدا نہیں ہوگئی۔ جو تباہی کا باعث بن جائے۔ اگر اس میں وسوسے پیدا نہیں ہوتے اگر ایمان مضبوط ہے اور دل شکر و امتنان کے جذبات سے پُر ہے تو انسان کو خوش ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ایسی حالت میں ابتلاء بہت بڑے انعامات کا پیش خیمہ ہوتے ہیں۔ لیکن اگر ابتلاء آنے پر دل میں وساوس پیدا ہوں اور ایمان میں کمزوری محسوس ہو تو سمجھ لو کہ یہ ابتلاء ترقی کا باعث نہیں۔ بلکہ ہلاکت کا باعث ہیں۔ غرض اصل اور حقیقی ایمان وہی ہوتا ہے جو ابتلاؤں میں سے گزرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے کیونکہ اسی کے نتیجہ میں ابدی زندگی حاصل ہوتی ہے۔"

(تفسیر سورۃ بقرہ صفحہ ۴۶۹-۴۷۰)

وکالت تبشیر کی طرف سے

مبلغین اسلام کے اعزاز میں خوش آمدید والوداع کی تقریب

ربوہ۔ بیرونی ممالک میں فریضہ تبلیغ ادا کرنے کے بعد مرکز سلسلہ میں واپس تشریف لانے والے مبلغین اسلام اور تبلیغ اسلام کی غرض سے عنقریب بیرونی ممالک تشریف لے جانے والے مبلغین اسلام کے اعزاز میں وکالت تبشیر تحریک جدید کی طرف سے مورخہ ۱۱ر جولائی کی شام کو کمیٹی روم تحریک جدید میں خوش آمدید والوداع کی ایک مشترکہ تقریب کا انعقاد عمل میں آیا جس میں بعض دیگر احباب کے علاوہ محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ و وکیل التبشیر تحریک جدید نے بھی شرکت فرمائی۔ اس تقریب میں صدارت کے فرائض مکرم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر نائب وکیل التبشیر نے ادا فرمائے۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو مکرم مولوی نورالحق صاحب انور نے کی بعدہٗ مکرم مسعود احمد صاحب جہلمی سیکرٹری وکیل التبشیر نے باہر سے تشریف لانے والے مبلغین اسلام کو خوش آمدید اور باہر تشریف لے جانے والے مبلغین کو پرخلوص طور پر الوداع کہا۔ باہر سے تشریف لانے والے مبلغین میں مبلغ انڈونیشیا مکرم سید مسعود احمد صاحب ایم اے ابن حضرت سید میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مبلغ تنزانیہ مکرم جمیل الرحمٰن صاحب رفیق، اور مکرم مولوی صالح محمد صاحب آف مغربی افریقہ شامل تھے نیز جن مبلغین اسلام کو الوداع کہا گیا ان میں مکرم صوفی محمد اسحٰق صاحب مکرم شیخ نذیر احمد صاحب مبشر حیدرآبادی۔ اور مکرم عبدالرشید صاحب رازی شامل تھے۔

باہر سے تشریف لانے والے مبلغین کی طرف سے مکرم سید میر مسعود احمد صاحب نے اور باہر تشریف لے جانے والے مبلغین اسلام کی طرف سے مکرم صوفی محمد اسحٰق صاحب نے بارکا باری خطاب فرما کر اس تقریب کے انعقاد پر وکالت تبشیر کا شکریہ ادا کیا۔ اور خدمت اسلام کی بیش از بیش توفیق ملنے کے سلسلہ میں دعا کی درخواست کی

آخر میں صاحب صدر مکرم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر نے مبلغین اسلام کو اس امر پر مبارکباد دی کہ ان کے ذریعہ ایک عظیم الشان پیشگوئی پوری ہو رہی ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خبر دی تھی کہ عنقریب وہ زمانہ آئے گا کہ تیرا ذکر دور دراز ممالک تک پہنچے گا اور لوگ عزت و احترام کے ساتھ تیرا ذکر کرنے میں ایک فخر محسوس کریں گے۔ آخر میں آپ نے دعا کرائی اور یہ بابرکت تقریب اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

محترم ڈاکٹر عبدالغنی صاحب کڑک وفات پاگئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

محترم ڈاکٹر عبدالغنی صاحب کڑک مورخہ ۱۰ر جولائی ۱۹۶۵ء کو لاہور میں بعمر قریباً ۸۰ سال وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

محترم ڈاکٹر صاحب مرحوم کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ میں شمولیت کا شرف حاصل تھا۔ بہت مخلص تبلیغ کا خاص شوق رکھنے والے غیور احمدی تھے مرحوم کے فرزند مکرم ڈاکٹر عبدالغفور صاحب کڑک ان کا جنازہ مورخہ ۱۱ر جولائی کو ربوہ لائے۔ نماز جنازہ دفاتر صدر انجمن احمدیہ کے احاطہ میں محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب نے پڑھائی جس میں ربوہ کے مقامی احباب کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ بعد ازاں جنازہ مقبرہ بہشتی لے جا کر مرحوم کی نعش کو قطعہ صحابہ میں سپرد خاک کیا گیا۔ قبر پر دعا محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب قائمقام ناظر اصلاح و ارشاد نے کرائی۔ محترم ڈاکٹر صاحب مرحوم کے پس ماندگان میں دو فرزند اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ڈاکٹر صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں درجات بلند فرمائے اور خاص مقام قرب سے نوازے۔

نیز جملہ پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرتے ہوئے دین و دنیا میں ان کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔